۲۱

مناظرِ قدرت سے صداقتِ اسلام

(فرمودہ ۲۔ اگست ۱۹۲۹ء بمقام آڑو۔ کشمیر)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

قرآن کریم میں کئی ایسے مضامین آئے ہیں جن کو پہلے زمانہ کے لوگوں نے نہ سمجھا اور ان کے کچھ کے کچھ معنے کئے اس لئے ان پر اعتراض کئے گئے لیکن جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا نئے نئے علوم نکلتے گئے، نئی نئی تحقیقاتیں ہوتی گئیں، لوگوں کو قرآن کریم کے ان مضامین کا صحیح علم ہوتا گیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ ان میں اسلام کی صداقت پائی جاتی ہے۔ اسی طرح احادیث میں کئی باتیں ایسی آئی ہیں جن پر پہلے اعتراض کئے گئے مگر علوم کی ترقی ہونے پر ماننے لگے کہ وہ بالکل صحیح اور درست ہیں۔ مثلاً یہی پہاڑ ہیں جن میں سے آج ہم گذرے ان کے متعلق قرآن کریم میں کئی باتیں بیان کی گئی ہیں جنہیں پہلے لوگوں نے نہ سمجھا اور اپنے علم کی کمی کی وجہ سے حیران رہ گئے کہ ان کا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں پہاڑوں کے قیام کی ایک غرض یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا[1] جس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ پہاڑ دنیا کو ہلاکت سے بچانے والے ہیں اس طرح کہ ان کے باعث زلزلوں کی تباہی سے انسان محفوظ کئے گئے لیکن لوگوں نے اس کے معنی نہ سمجھے اور جو دشمن تھے انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ قرآن نے پہاڑوں کو میخ قرار دیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح کیلے کے ساتھ گھوڑا بندھا ہوتا ہے اسی طرح زمین پہاڑوں کے ساتھ بندھی ہوئی ہے حالانکہ اس کا مفہوم وہی ہے جو آج علم طبقات الارض سے ثابت ہو گیا ہے کہ پہاڑ زمین کیلئے بطور میخ ہیں جو اسے زلزلوں کی تباہی سے روکتے ہیں وہ زائد

گرمی جو زمین کے اندر تھی اور جو ہر چیز کو جھلس دینے والی تھی اس کے پھُوٹ کر زمین سے نکلنے کی وجہ سے پہاڑ بنے اور اس طرح زمین کو سکون حاصل ہوا اور مخلوق کی رہائش کے قابل بن سکی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتایا کہ پہاڑوں کے ذریعہ ساری دنیا کو ہلاکت میں ڈالنے والے زلزلے دور ہوئے اور قابلِ رہائش سکون پیدا ہوا۔ اب یہ بات علم طبقات الارض سے اچھی طرح ثابت ہو چکی ہے۔ پہلے بطور اعتراض کہا جاتا تھا کہ قرآن کی رو سے زمین اس طرح پہاڑوں کے کھونٹوں سے باندھ دی گئی ہے جس طرح گھوڑے کو باندھا جاتا ہے مگر اب دنیا تسلیم کر رہی ہے کہ واقعی پہاڑوں کے ساتھ کھونٹوں کی طرح ہی زمین بندھی ہوئی ہے۔

دوسری بات اس آیت میں یہ بیان کی گئی ہے کہ مخلوق کے زندہ رہنے کا سامان پہاڑوں کے ذریعہ قائم ہے یعنی رزق پہاڑوں کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ اس بات کو پہلے لوگ نہ سمجھے تھے کہ کس طرح رزق کا تعلق پہاڑوں سے ہے۔ اب جب کہ اریگیشن (IRRIGATION) کے سامان نکل آئے ہیں اور پہاڑوں کے متعلق تحقیقات کی گئی ہے تو معلوم ہو گیا ہے کہ پہاڑوں میں جو برف پڑی ہوتی ہے وہ پگھلتی ہے اور اس طرح ندی نالے بن کر میدانوں کو سیراب کرتے ہیں اور کھیتیاں پیدا ہوتی ہیں اس طرح پہاڑ لوگوں کے رزق کا باعث ہیں۔

جب تک ہندوستان میں نہریں نہ تھیں بڑے بڑے خطرناک قحط پڑتے تھے اور ہزاروں لوگ ہلاک ہو جاتے تھے لیکن جب سے نہریں بن گئی ہیں ایسا نہیں ہوتا۔ مگر دریاؤں کے بغیر نہریں نہیں بن سکتیں اور دریا بغیر پہاڑوں کے نہیں ہو سکتے اور پہاڑوں سے بغیر برف کے دریا نہیں نکل سکتے کیونکہ پہاڑوں کے اندر سے اتنا پانی نہیں نکلتا کہ دریا بن جائے بلکہ ان پر برف پڑی رہتی ہے۔ پہاڑوں کی بلند چوٹیوں کی فضاء چونکہ سرد ہوتی ہے اس لئے وہاں برف جلدی پڑ جاتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ پگھلتی رہتی ہے اور اس پانی سے دریا بن کر میدانی علاقوں میں چلے جاتے ہیں۔ جن سے نہریں نکال کر ملک کو سیراب کیا جاتا ہے۔ اگر ضرورت کے لحاظ سے پانی بارش سے ہی اُترتا تو دنیا تباہ ہو جاتی۔ بارشوں کے ایام میں اتنا پانی برستا کہ تباہ کن سیلاب آ جاتا اور گرمی کے موسم میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ ملتا۔ مگر پہاڑوں کے ذریعہ پانی محفوظ رکھا جاتا ہے کیونکہ اِن پر برف پڑتی ہے جو جمع رہتی ہے اور پھر پگھلتی رہتی ہے اس طرح پانی ملتا ہے اور دنیا کے قیام کا باعث بنتا ہے۔ مگر ایک وقت تھا جب لوگ اس بات پر ہنستے تھے کہ پہاڑوں کے ذریعہ

رزق کس طرح حاصل ہوتا ہے۔

اسی طرح کئی باتیں حدیثوں میں پائی جاتی ہے جن پر پہلے اعتراض کئے جاتے تھے مگر اب ان کی صداقت ثابت ہو چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اپنا یا اپنے کسی دوست کا ذکر سناتے کہ انہیں گاڑی میں ایک شخص ملا جس نے مولویوں سے سخت نفرت کا اظہار کیا۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے سنایا کہ مجھے ایک مولوی نے تباہ کر دیا تھا۔ اس نے اپنے وعظ میں بیان کیا۔ حدیث میں آتا ہے چاند میں ایک پہاڑ ہے جس سے دریائے نیل نکلتا ہے میں نے چونکہ علم جغرافیہ پڑھا ہوا تھا اس لئے میں یہ سن کر حیران رہ گیا اور میں نے خیال کر لیا جس مذہب میں ایسی دُور ازعلم وعقل باتیں پائی جاتی ہیں وہ ماننے کے قابل نہیں ہے اور میں اسلام چھوڑ کر عیسائی ہو گیا۔ پھر مجھے ایک پادری کے ذریعہ معلوم ہوا کہ عیسائی مشنریوں کی کوشش سے دریائے نیل کا منبع معلوم ہو گیا ہے اور وہ ایک پہاڑ ہے جس کا نام جبل القمر ہے۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور مجھے معلوم ہوا کہ یہ تو اسلام کی صداقت کا ایک ثبوت تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سَو سال پہلے وہ بات بیان فرما دی تھی جو عیسائیوں نے اب دریافت کی ہے اس کے بعد میں نے عہد کر لیا کہ کبھی کسی مولوی کی بات نہ سنوں گا۔

غرض ہر چیز جو انسان دیکھتا ہے خواہ پہاڑ ہو یا دریا یا کچھ اور اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اسلام کی صداقت کا ثبوت نکال سکتا ہے سوائے ان لوگوں کے جو اندھے ہوں اور جنہیں روحانی روشنی حاصل نہ ہو۔ لیکن ہماری جماعت کے لئے خدا تعالیٰ نے بہت سے نشان پیدا کر دیئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں کھول دیا ہے کہ کس طرح قرآن کریم کے علوم کی صداقت سائنس سے ثابت ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا سائنس قرآن کریم کے خلاف چل ہی نہیں سکتی کیونکہ قرآن خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سائنس خدا تعالیٰ کا فعل اور اس کے قول کے خلاف اس کا کوئی فعل نہیں ہو سکتا۔

ان اصول کے ذریعہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمائے ہیں قرآن اور حدیث کے مطالب حل کرنا ایک کھلی بات ہو گئی ہے اور ہمارے دوستوں کیلئے ضروری ہے کہ قرآن اور حدیث پر تدبّر کریں۔ خصوصاً نوجوانوں کو بہت زیادہ توجہ کرنی چاہئے کیونکہ ہر ایک قوم نوجوانوں کی کوششوں سے ترقی کرتی ہے۔ جس قوم کے لوگ پچھلوں کے جمع کئے ہوئے

خزانے کھانے بیٹھتے ہیں اور خود ترقی نہیں کرتے وہ تباہ ہو جاتی ہے۔ مسلمانوں نے بڑے بڑے علوم ایجاد کئے لیکن بعد میں آنے والوں نے سمجھا اب کوئی علم نہیں نکالا جا سکتا اور انہوں نے ترقی کرنی چھوڑ دی اس وجہ سے تباہ ہو گئے۔ اسی طرح فتوحات کے متعلق ہوا جب تک آگے بڑھتے گئے کامیاب ہوتے گئے لیکن جب ٹھہر گئے تو تباہ ہو گئے۔ غرض جب بھی کسی قوم کے نوجوان اور اگلی نسل یہ سمجھ لیتی ہے کہ جو کچھ کرنا تھا بڑوں نے کر لیا اب ہم کچھ نہیں کر سکتے وہ تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ آگے بڑھنے والی قوم کی ہر نسل کا فرض ہے کہ ہر پہلو سے ترقی کرے اور علوم ایجاد کرے تا کہ قوم کا قدم ایک جگہ ٹھہرا نہ رہے اور تباہی و بربادی کا سامنا نہ ہو۔

خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے۔ بڑوں کو بھی کہ وہ علوم میں ترقی کریں اور نوجوانوں کو بھی کہ خدا تعالیٰ کی کتاب اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر غور اور تدبّر کریں تا کہ اپنے لئے، جماعت کیلئے اور ساری دنیا کیلئے ترقی کا باعث بنیں۔ آمین

(الفضل ۱۳ اگست ۱۹۲۹ء)

۱؎ النبأ: ۸